قرض لینے کی وجہ سے کم پیسوں میں کام کرنا سود ہے؟

دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Fsd-8974 تاریخ: 04-07-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے والد صاحب کے پاس ٹریکٹر ہے، وہ دوسروں کی زمین میں ہل وغیرہ چلانے کا کام کرتے ہیں۔ فی ایکڑ 2000 روپے مختص ریٹ ہے۔ میرے والد صاحب کے کزن ہیں، ان کے پاس 20 ایکڑ زمین ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپ ہم سے تین لاکھ روپے قرض لے لیں، جس کی ادائیگی آپ بعد میں ہمیں کر دینا، لیکن اس قرض کے بدلے آپ ہماری زمین میں ٹریکٹر چلانے کے ہم سے 1000 روپے لیں۔ اب سوال یہ ہے کہ میرے والد صاحب کا تین لاکھ قرض لینے کے بدلے ان سے زمین میں کام کی اجرت 2000 کی بجائے 1000 لینا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اُصول یہ ہے کہ قرض کی بنا پر کسی قسم کا مشروط نفع لینا، خواہ وہ صراحتاً مشروط ہو یا دلالۃً (Understood) مطلقاً سود اور حرام ہے اور فقہائے کرام نے قرض کی وجہ سے کسی قسم کی مشروط رعایت یا حق میں کمی کرنے کو بھی سود قرار دیا ہے، لہٰذا ذکر کردہ صورت میں آپ کے والد صاحب کا تین لاکھ قرض لینے کی وجہ سے زمین میں ہل چلانے کی فی ایکڑ رائج دو ہزار اُجرت کی بجائے، ایک ہزار لینا قرض پر مشروط نفع دینا ہے، جو کہ ناجائز و گناہ اور سود کے زمرے میں شامل ہے، لہٰذا شرعاً ایسا معاہدہ کرنے کی اجازت نہیں۔

قرض کی بنا پر ہر قسم کا مشروط نفع سود کے زمرے میں شامل ہے، چنانچہ ایک سوال کے جواب میں قرض پر منفعت کا اُصول بیان کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”قول منقح و محرر و اصل محقق و مقرر یہ ہے کہ **بر بنائے قرض کسی قسم کا نفع لینا مطلقاً سود و حرام ہے**، حدیث میں ہے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”کل قرض جر منفعة فهو ربا“ یعنی ہر وہ قرض جو نفع کھینچ کر لائے، وہ سود ہے۔ (کنز العمال، بحوالہ الحارث عن علی، حدیث: 15156، جلد6، صفحہ 238، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت) اور اگر اس بنا سے جدا ویسے ہی باہمی سلوک کے طور پر کوئی نفع وانتفاع ہو، تو وہ مدیون کی مرضی پر ہے، اُس کے خالص رضا واذن سے ہو، تو رَوا، ورنہ حرام، **اب یہ بات کہ یہ انتفاع بربنائے قرض ہے یا بطور سلوک اس کے لئے معیار شرط و قرارداد ہے** یعنی اگر قرض اس شرط پر دیا کہ نفع لیں گے، تو وہ نفع بربنائے قرض حرام ہوا اور اگر قرض میں اس کا کچھ لحاظ نہ تھا، پھر آپس کی رضامندی سے کوئی منفعت بطور احسان و مروّت حاصل ہوئی، تو وہ بربنائے حسنِ سلوک ہے، نہ بربنائے قرض، تو مدارِ کار شرط پر ٹھہرا یعنی نفع مشروط، سُود اور نفع غیرِ مشروط سود نہیں، بلکہ باذنِ مالک مباح، پھر شرط کی دو صورتیں ہیں: نصاً یعنی بالتصریح قرارداد انتفاع ہو جائے۔ اور عُرفاً کہ زبان سے کچھ نہ کہیں، مگر بحکمِ رسم ورواج قرارداد معلوم اور داد و سِتَد خود ہی ماخوذ و مفہوم ہو، ان دونوں صورتوں میں وہ نفع حرام و سُود ہے۔“ **(فتاوی رضویہ، جلد 25، صفحہ 223، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)**

اور قرض پر نفع کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مقروض اپنے قرض خواہ کو خرید و فروخت، کرایہ، وغیرہ میں کوئی رعایت کرے یا اسے تحفہ و تحائف دے، چنانچہ اس حوالے سے تفصیلاً کلام کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن حسین سُغدی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 461ھ/1068ء) لکھتے ہیں: ”أنواع الربا: وأما الربا فهو على ثلاثة أوجه: أحدها في القروض... فأما في القروض فهو على وجهين: أحدهما أن يقرض عشرة دراهم بأحد عشر درهماً أو باثني عشر ونحوها، والآخر أن يجر إلى نفسه منفعةً بذلك القرض، أو تجر إليه وهو أن يبيعه المستقرض شيئا **بأرخص مما يباع أو يؤجره أو يهبه**... ولو لم

یکن سبب ذلک (ھذا) القرض لما کان (ذلک) الفعل، فإن ذلک ربا" ترجمہ: بہر حال سود، تو اس کی تین صورتیں ہیں: ان میں سے ایک قرض میں سود ہونا، پھر قرض میں سود کی دو قسمیں ہیں، پہلی یہ کہ کسی کو دس درہم قرض اس طور پر دینا کہ وہ گیارہ یا بارہ درہم لوٹائے۔ اور دوسری یہ کہ قرض کی وجہ سے کسی بھی طرح کا نفع حاصل کرنا، اس کی صورت یہ کہ قرض لینے والا قرض کی وجہ سے اپنی کوئی چیز قرض دینے والے کو اصل قیمت سے سستی بیچے یا کوئی چیز اصل اجرت سے کم اجرت پر اجارہ پر دے یا کوئی چیز ہبہ کر دے۔ اگر یہ قرض نہ ہوتا، تو ریٹ میں کمی کا یہ معاملہ بھی نہ ہوتا اور یہی سود ہے (کہ قرض کی وجہ سے کوئی نفع لیا اور دیا جائے)۔

(النتف فی الفتاوی، کتاب الولاء، صفحہ 296، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اسی طرح کی ایک صورت علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی ذکر کی۔

(ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب البیوع، جلد 7، صفحہ 38، مطبوعہ کوئٹہ)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال ہوا کہ "ایک شخص دوسرے کو کچھ رقم بطورِ قرض دیتا ہے اور وہ اس وجہ سے اس سے مارکیٹ ریٹ سے سستی گندم لیتا ہے، تو شرعاً ایسا کرنا کیسا ہے؟" تو آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے جواباً ارشاد فرمایا: "اگر روپیہ قرض دیا اور یہ شرط کرلی کہ چار مہینے کے بعد ایک روپے کے پچیس ماء (ایک پیمانہ) گیہوں لیں گے اور نرخ بازار پچیس سیر سے بہت کم ہے، تو یہ محض سود اور سخت حرام ہے، حدیث میں ہے: "کل قرض جر منفعۃ فھو ربا" جو قرض نفع کو کھینچے وہ سود ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 334، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

27 ذو الحجۃ الحرام 1445ھ / 04 جولائی 2024ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے